١٣٢٥هـ

ثلج الصدر

لإيمان القدر

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۸۷	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲۹

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

ثلج الصدر لایمان القدر

۱۳۲۵ھ

(سینے کی ٹھنڈک، ایمان تقدیر کے سبب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۲۱: از ضلع کھیری ملک اودھ موضع کٹوارہ مرسلہ سید محمد مظفر حسین صاحب خلف سید رضا حسین صاحب تعلقدار کٹوارہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں۔ ت) قرآن میں جس آیت کے معنی یہ ہیں کہ "اے محمد! ان اشخاص کو زیادہ ہدایت مت کرو، ان کے لئے اسلام کے واسطے مشیتِ ازلی نہیں ہے، یہ مسلمان نہ ہونگے۔" اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیاتِ قرآنی موجود ہیں، تو پس کیونکر خلافِ مشیتِ پروردگار کوئی امر ظہور پذیر ہوسکتا ہے، کیونکہ مشیت کے معنی ارادۂ پروردگارِ عالم کے ہیں، تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالٰی نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیونکر کرسکتا تھا۔ اور اللہ نے جب قبل پیدائش کسی بشر کے ارادہ اُس کے کافر رکھنے کا کرلیا تھا تو اب وہ مسلمان کیونکر ہوسکتا ہے یھدی من یشاء[1]

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۲

www.alahazratnetwork.org

کے صاف معنی یہ ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش ہوگی وُہ ہوگا۔ پس انسان مجبور ہے اس سے باز پرس کیونکر ہوسکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا، کیونکہ اُس وقت اُس کو ہدایت از جانب باری عزّ اسمہٗ ہوگی وہ اختیار کرے گا۔ علم اور ارادہ میں بیّن فرق ہے، یہاں من یشاءُ سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے۔ پھر انسان باز پرس میں کیوں لایا جائے، پس معلوم ہُوا کہ جب اللہ پاک کسی بشر کو اہلِ جنان سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسی ہی ہدایت ہوتی ہے۔

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب، ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب، رب انی اعوذبک من ھمزات الشیٰطین و اعوذبک رب ان یحضرون۔

اے اللہ! میں تجھ سے حق اور درستی کا طلبگار ہوں، اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی، اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، بیشک تُو ہے بڑا دینے والا، اے میرے رب! تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب! تیری پناہ اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں ۱۲ (ت)

اللہ عزّ وجل نے بندے بنائے، اور انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہا آلات و جوارح عطا فرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریقہ الہام کیا۔ اور اُن کے ارادے کا تابع فرماں بردار کردیا کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضرتوں سے بچیں۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جوہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ عقل کو اُن امور کے اِدراک کی طاقت بخشی۔ خیر و شر، نفع و ضرر یہ حواسِ ظاہری نہ پہچان سکتے تھے۔ پھر اسے بھی فقط اپنی سمجھ پر بے کس و بے یاور نہ چھوڑا، ہنوز لاکھوں باتیں ہیں جن کو عقل خود ادراک نہ کرسکتی تھی، اور جن کا ادراک ممکن تھا ان میں لغزش کرنے، ٹھوکر کھانے سے پناہ کے لئے کوئی زبردست دامن ہاتھ میں نہ رکھتی تھی۔ لہٰذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر، ذرا ذرا بات کا حُسن و قبح خوب جتا کر اپنی نعمت تمام و کمال فرمادی، کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی لِئَلَّا یکون للناس علی اللہ حُجّۃ بعد الرسل[1] (کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے ت) حق کا راستہ آفتاب سے زیادہ واضح ہوگیا۔ ہدایت و گمراہی پر کوئی پردہ نہ رہا لا اکراہ فی

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۶۵

www.alahazratnetwork.org

الدین قد تبین الرشد من الغی[1] (کچھ زبردستی نہیں دین میں، بے شک خوب جُدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے۔ ت)

19

باایں ہمہ کسی کا خالق ہونا، یعنی ذات ہو یا صفت، فعل ہو یا حالت، کسی معدوم چیز کو عدم سے نکال کر لباسِ وجود پہنا دینا، یہ اُسی کا کام ہے، یہ نہ اُس نے کسی کے اختیار میں دیا نہ کوئی اس کا اختیار پاسکتا تھا، کہ تمام مخلوقات خود اپنی حدِ ذات میں نیست ہیں، ایک نیست دوسرے نیست کو کیا ہست بنا سکے، ہست بنانا اُسی کی شان ہے جو آپ اپنی ذات سے ہستِ حقیقی و ہستِ مطلق ہے۔ ہاں یہ اُس نے اپنی رحمت اور اپنی غنائے مطلق سے عادات اجراء فرمائے کہ بندہ جس امر کی طرف قصد کرے اپنے جوارح اُدھر پھیرے، مولا تعالٰی اپنے ارادہ سے اُسے پیدا فرما دیتا ہے مثلاً اُس نے ہاتھ دئے ان میں پھیلنے، سمٹنے، اُٹھنے، جُھکنے کی قوت رکھی۔ تلوار بنائی، اس میں دھار، اور دھار میں کاٹ کی قوت رکھی۔ اس کا اٹھانا، لگانا، وار کرنا بنایا۔ دوست دشمن کی پہچان کو عقل بخشی، اسے نیک و بد میں تمیز کی طاقت عطا کی، شریعت بھیج کر قتلِ حق و ناحق کی بھلائی بُرائی صاف جتا دی۔ زید نے وہی خدا کی بتائی ہُوئی تلوار، خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ، خدا کی دی ہوئی قوت سے اُٹھانے کا قصد کیا۔ وُہ خدا کے حکم سے اُٹھ گئی، اور جُھکا کر ولید کے جسم پر ضرب پہنچانے کا ارادہ کیا، وُہ خدا کے حکم سے جُھکی اور ولید کے جسم پر لگی، تو یہ ضرب جن امور پر موقوف تھی سب عطائے حق تھے، اور خود جو ضرب واقع ہوئی بارادۂ خدا واقع ہُوئی۔ اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ جانا پیدا ہوگا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے سے ہوگا۔ وُہ نہ چاہتا تو ایک زید کیا تمام انس و جن و ملک جمع ہو کر زور کرتے تو اٹھنا درکنار ہرگز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اُٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو زمین، آسمان، پہاڑ سب ایک لنگر بنا کر تلوار کے پھلے (نوک) پر ڈال دیے جاتے، نام کو بال برابر نہ جھکتی۔ اور اس کے حکم سے پہنچنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا گردن کٹنا تو بڑی چیز ہے ممکن نہ تھا کہ خط بھی آتا۔ لڑائیوں میں ہزاروں بار تجربہ ہو چکا کہ تلواریں پڑیں اور خراش تک نہ آئی، گولیاں لگیں اور جسم تک آتے آتے ٹھنڈی ہوگئیں، شام کو معرکہ سے پلٹنے کے بعد سپاہیوں کے سر کے بالوں میں سے گولیاں نکلی ہیں۔ تو زید سے جو کچھ واقع ہوا سب خلقِ خدا و بارادۂ خدا تھا۔ زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اس نے قتلِ ولید کا ارادہ کیا اور اِس طرف اپنے جوارح کو پھیرا اب اگر ولید شرعاً مستحقِ قتل ہے تو زید پر کچھ الزام نہیں رہا بلکہ بارہا ثوابِ عظیم کا مستحق ہوگا کہ اس نے اس چیز کا قصد کیا اور اس طرف جوارح کو پھیرا جسے اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنی مرضی، اپنا پسندیدہ کام ارشاد فرمایا تھا۔ اور اگر قتلِ ناحق ہے تو یقیناً زید پر الزام ہے اور عذابِ الیم کا مستحق ہوگا کہ

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۶

www.alahazratnetwork.org

بمخالفتِ حکمِ شرع اُس شے کا عزم کیا، اور اُس طرف جوارح کو متوجہ کیا جسے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے واسطے سے اپنے غضب اپنی ناراضی کا حکم بتایا تھا۔ غرض فعل انسان کے ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے، اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کردے گا اور یہ بُرے کا ارادہ کرے اور جوارح کو اس طرف پھیرے اللہ تعالےٰ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرمادے گا۔ دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں؛ شہد میں شفاء اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اُسی نے رکھا ہے۔ روشن دماغ حکیموں کو بھیج کر بتا بھی دیا ہے کہ دیکھو یہ شہد ہے اس کے یہ منافع ہیں اور خبردار! یہ زہر ہے اس کے پینے سے ہلاک ہوجاتا ہے۔ ان ناصح اور خیر خواہ حکمائے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہان میں گونجیں اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں۔ اس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی۔ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے، اور ان میں پیالی اٹھانے، مُنہ تک لے جانے کی قوت بھی اُسی کی رکھی ہُوئی تھی۔ مُنہ اور حلق میں کسی چیز کو جذب کرکے اندر لینے کی قوت، اور خود مُنہ اور حلق اور معدہ وغیرہ سب اس کے مخلوق تھے، اب شہد پینے والوں کے جوف میں شہد پہنچا، کیا وہ آپ اُس کا نفع پیدا کرلیں گے؟ یا شہد بذاتِ خود خالقِ نفع ہوجائے گا؟ حاشا ہرگز نہیں، بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے دستِ قدرت میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا۔ وُہ نہ چاہے تو مَنوں شہد پی جائے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا، بلکہ وُہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے یُونہی زہر والوں کے پیٹ میں زہر جاکر کیا وہ آپ ضرر کی تخلیق کرلیں گے یا زہر خود بخود خالقِ ضرر ہوجائیگا؟ حاشا ہرگز نہیں، بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا بلکہ وُہ چاہے تو زہر شہد ہوکر لگے۔ بااین ہمہ شہد پینے والے ضرور قابلِ تحسین و آفریں ہیں۔ ہر عاقل یہی کہے گا کہ انھوں نے اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اور زہر پینے والے ضرور لائقِ سزا و نفریں ہیں، ہر ذی ہوش یہی کہے گا کہ یہ بدبخت خودکشی کے مجرم ہیں۔

دیکھو اوّل سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہوا۔ اور جتنے آلات اِس کام میں لئے گئے سب اللہ ہی کے مخلوق تھے، اور اسی کے حکم سے انھوں نے کام دیے، جو تمام عقلاء کے نزدیک ایک فریق کی تعریف ہے اور دُوسرے کی مذمت، تمام کچہریاں جو عقل سے حصہ رکھتی ہوں اِن زہر نوشوں کو مجرم بنائیں گی، پھر کیوں بناتی ہیں، نہ زہر ان کا پیدا کیا ہوا نہ زہر میں قوتِ اہلاک اُن کی رکھی ہوئی، نہ ہاتھ اُن کا پیدا کیا ہُوا نہ اس کے بڑھانے اُٹھانے کی قوت ان کی رکھی ہوئی، نہ دہن و حلق ان کے پیدا کئے ہُوئے نہ ان میں جذب و کشش کی قوت اُن کی رکھی ہُوئی، نہ حلق سے اُتر جانا ان کے ارادہ سے ممکن تھا۔ آدمی

www.alahazratnetwork.org

پانی پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ حلق سے اُترے مگر اُچھو ہو کر نکل جاتا ہے اُس کا چاہا نہیں چلتا، جب تک وہی نہ چاہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔

اب حلق سے اُترنے کے بعد تو ظاہری نگاہوں میں بھی پینے والے کا اپنا کوئی کام نہیں۔ خون میں اس کا ملنا اور خون کا اُسے لے کر دَورہ کرنا اور دَورہ میں قلب تک پہنچنا اور وہاں جا کر اُسے فاسد کر دینا یہ کوئی فعل نہ اس کے ارادے سے ہے نہ اس کی طاقت سے۔ بہتیرے زہر پی کر نادم ہوتے ہیں۔ پھر ہزار کوشش کرتے ہیں جو ہونی ہے ہو کر رہتی ہے۔ اگر اس کے ارادہ سے ضرر ہوتا تو اس ارادہ سے باز آتے ہی زہر باطل ہو جانا لازم تھا، مگر نہیں ہوتا تو معلوم ہُوا کہ اس کا ارادہ بے اثر ہے۔ پھر اس سے کیوں بازپُرس ہوتی ہے؟ ہاں، بازپرس کی وہی وجہ ہے کہ شہد اور زہر اسے بتا دیے تھے۔ عالی قدر حکمائے عظام کی معرفت سب نفع نقصان جتا دیے تھے۔ دست و دہان و حلق اس کے قابو میں کر دیے تھے۔ دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اُسے دے دی تھی۔ یہی ہاتھ جس سے اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی جامِ شہد کی طرف بڑھاتا اللہ تعالیٰ اُسی کا اٹھنا پیدا کر دیتا، یہاں تک کہ سب کام اوّل تا آخر اسی کی خَلق و مشیّت سے واقع ہو کر اس کے نفع کے مُوجِب ہوتے مگر اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاسۂ زہر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے پینے کا عزم لایا۔ وہ غنی بے نیاز دونوں جہان سے بے پروا ہے، وہاں تو عادت جاری ہو رہی ہے کہ یہ قصد کرے اور وہ خَلق فرما دے۔ اُس نے اسی کاسہ کا اُٹھنا اور حلق سے اُترنا دل تک پہنچنا وغیرہ وغیرہ پیدا فرما دیا پھر یہ کیونکر بے جرم قرار پا سکتا ہے۔ انسان میں یہ قصد و ارادہ و اختیار ہونا ایسا واضح و روشن و بدیہی امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے وغیرہ وغیرہ افعال کے حرکات ارادی ہیں۔ ہر شخص آگاہ ہے کہ انسان کا کام کرنے کے لئے ہاتھ کو حرکت دینا اور وہ جنبش جو ہاتھ کو رعشہ سے ہو، اُن میں صریح فرق ہے۔ ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ اُوپر کی جانب جست کرتا اور اس کی طاقت ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے ان دونوں حرکتوں میں تفرقہ ہے۔ اُوپر کُودنا اپنے اختیار و ارادہ سے تھا اگر نہ چاہتا نہ کُودتا اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آنا اپنے ارادہ و اختیار سے نہیں۔ ولہٰذا اگر رکنا چاہے تو نہیں رُک سکتا۔ بس یہی ارادہ، یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا، یہی مدارِ امر و نہی و جزا و سزا و عقاب و پرسش و حساب ہے۔ اگرچہ بلا شبہہ بلا رَیب قطعاً یقیناً یہ ارادہ و اختیار بھی اللہ عزّوجل ہی کا پیدا کیا ہُوا ہے، جیسے انسان خود بھی اُسی کا بنایا ہوا ہے آدمی جس طرح نہ آپ سے آپ بن سکتا تھا نہ اپنے لئے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان

www.alahazratnetwork.org

وغیرہا بنا سکتا تھا۔ یونہی اپنے لئے طاقت، قوت، ارادہ، اختیار بھی نہیں بنا سکتا۔ سب کچھ اُس نے دیا اور اُسی نے بنایا۔ مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ جب ہمارا ارادہ و اختیار بھی خدا ہی کا مخلوق ہے تو پھر ہم پتھر ہوگئے قابلِ سزا و جزا و بازپرس نہ رہے، کیسی سخت جہالت ہے۔ صاحبو! تم میں خدا نے کیا پیدا کیا؟ ارادہ و اختیار۔ تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحبِ ارادہ، صاحبِ اختیار ہوئے یا مضطر، مجبور، ناچار۔ صاحبو! تمھاری اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا تھا؟ یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور تم میں اللہ تعالٰی نے یہ صفت پیدا کی۔ عجب عجب کہ وہی صفت جس کے پیدا ہونے نے تمھاری حرکات کو پتھر کی حرکات سے ممتاز کر دیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو۔ یہ کیسی اُلٹی مت ہے؟ اللہ تعالٰی نے ہماری آنکھیں پیدا کیں، اُن میں نورِ خلق کیا، اس سے ہم انکھیارے ہوئے، نہ کہ معاذ اللہ اندھے۔ یونہی اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پیدا کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے، نہ کہ اُلٹے مجبور۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فردِ اختیار بھی اُسی کی خلق، اُسی کی عطا ہے، ہماری اپنی ذات سے نہیں، تو "مختار کردہ" ہوئے "خود مختار" نہ ہوئے۔ پھر اس میں کیا حرج ہے؟ بندے کی شان ہی نہیں کہ خود مختار ہو سکے۔ نہ جزا و سزا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور۔ ایک نوع اختیار چاہئے، کسی طرح ہو، وہ بداہۃً حاصل ہے۔

آدمی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مثال کافی ہے۔ شہد کی پیالی اطاعتِ الٰہی ہے اور زہر کا کاسہ اس کی نافرمانی۔ اور وہ عالی شان حکماء، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ ہی کے ارادہ سے ہوگا، اور ضلالت اس زہر کا ضرر پہنچنا کہ یہ بھی اسی کے ارادہ سے ہوگا، مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تمرد (سرکشی) والے مذموم و ملزم ہو کر سزا پائیں گے۔ پھر بھی جب تک ایمان باقی ہے یغفر لمن یشاء[1] (جسے چاہے بخش دے۔ ت) باقی ہے۔

والحمد للہ رب العٰلمین، لہ الحکم و الیہ ترجعون۔

اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا، حکم اُسی کا ہے اور اسی کی طرف تمھیں لوٹنا ہے۔ (ت)

قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو ـــــ ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت، ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے۔ اس کا بیان بھی ہو چکا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالٰی اور زیادہ واضح ہوگا۔ نیز فرمایا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۴

www.alahazratnetwork.org

ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون۔[1]

وہ جو علم الٰہی میں کافر ہیں انھیں ایک سا ہے چاہے تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے ان کا نہایت غم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

فلعلک باخع نفسک علٰی اٰثارھم ان لم یؤمنوا بھٰذا الحدیث اسفا۔[2]

شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اس غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں۔

لہذا حضور کی تسکینِ خاطرِ اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو ہمارے علم میں کفر پر مرنے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالٰی وہ کسی طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہذا یہ فرمایا کہ تمھارا سمجھانا نہ سمجھانا "ان کو" یکساں ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "تمھارے حق میں" یکساں ہے، کہ ہدایت معاذ اللہ امر فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر اللہ پر ہے، چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔[3]

اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (ت)

وما اسئلکم علیہ من اجرٍ ان اجری الا علٰی رب العٰلمین۔[4]

اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے (ت)

اللہ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الآزال سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے چاہِ ضلالت میں ڈوبیں گے، مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پانے والے ہیں اُن کے لئے سببِ ہدایت ہوں اور جو نہ پائیں گے اُن پر حجتِ الٰہیہ قائم ہو، وللہ الحجۃ البالغۃ (اور اللہ ہی کی حجت پوری ہے۔ ت)

ابن جریر عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لما بعث اللہ تعالٰی موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام الٰی فرعون نودی لن یفعل، فلم افعل؟ فقال فناداہ اثنا عشر ملکا

ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ جب سیدنا موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولٰی عزوجل نے رسول کرکے فرعون کی طرف بھیجا موسٰی علیہ السلام چلے تو ندا ہوئی مگر اے موسٰی! فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسٰی علیہ السلام نے دل

---

[1] القرآن الکریم ۲/۶ [2] القرآن الکریم ۱۸/۶

[3] " ۲۴/۵۴ [4] " ۲۶/۱۰۹

www.alahazratnetwork.org

من علماء الملٰئکۃ، اذھب لما اُمرت بہ، فانا جھدنا ان نعلم ھذا فلم نعلمہ[1]

میں کہا پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر بارہ علماءِ ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے موسٰی! آپ کو جہاں کا حکم ہے جائیے۔ یہ وہ راز ہے کہ باوصفِ کوشش آج تک ہم پر بھی نہ کھلا۔

اور آخر نفعِ بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا ہلاک ہوئے، دوستانِ خدا نے ان کی غلامی، ان کے عذاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں ستّر ہزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے:

اٰمنا برب العٰلمین رب موسٰی وھارون[2]

ہم اس پر ایمان لائے جو رب ہے سارے جہان کا، رب ہے موسٰی وہارون کا۔

مولٰی عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی وکتاب کے تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت فرما دے۔

ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدٰی فلا تکونن من الجٰھلین[3]

اور اللہ چاہتا تو انھیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سُننے والے! تُو ہرگز نادان نہ بن۔ (ت)

مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف نام پاک لینے سے، کسی کا ہوا سُونگھنے سے پیٹ بھرتا۔ زمین جوتنے سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر اس نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختلاف رکھا کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے دَر سے پلتے ہیں۔ اور کسی پر اس کے اہل وعیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔

غرض ہر چیز میں اھم یقتسمون رحمۃ ربک ط نحن قسمنا بینھم[4] (کیا تمھارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں، ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔ ت) کی نیرنگیاں ہیں۔ احمق بدعقل یا اجہل بددین وہ اس کے ناموس میں چُون وچرا کرے کہ یُوں کیوں کیا، یوں کیوں نہ کیا؟ ــــ سنتا ہے اسکی شان ہے یفعل اللہ ما یشاء[5] اللہ جو چاہے کرتا ہے ــــ اس کی شان ہے ان اللہ یحکم ما یرید[6] اللہ

---

[1] [2] القرآن الکریم ۷/ ۱۲۱ و ۱۲۲ [3] القرآن الکریم ۶/ ۳۵

[4] " ۴۳/ ۳۲ [5] " ۱۴/ ۲۷

[6] " ۵/ ۱

www.alahazratnetwork.org

جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ اس کی شان ہے لایسئل عما یفعل وھم یسئلون[1] وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور سب سے سوال ہوگا۔

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانسو مسجد میں لگائیں، پانسو پاخانہ کی زمین اور قدمچوں میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آوے سے پکی ہوئی ایک روپے کی مولی لی ہوئی ہزار اینٹیں تھیں۔ اُن پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کیں؟ اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں۔ اگر کوئی احمق اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری مِلک تھیں مَیں نے جو چاہا کیا۔

جب مجازی جھوٹی مِلک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی مِلک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دم زدن کیا معنی! کیا کوئی اس کا ہمسر یا اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ مالک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبار سے اُلجھے تو اس کا سر کچلا جائے، شامت نے گھیرا ہے۔ اس سے ہر عاقل یہی کہے گا کہ او بدعقل، بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال! ؎

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش　　نظامِ مملکتِ خویش خسرواں دانند[2]

(تو خاک نشین گدا گر ہے اے حافظ! شور مت کر، اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ جانتے ہیں۔ ت)

افسوس کہ دُنیوی، مجازی، جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملک الملوک بادشاہِ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں رائے زنی کرے۔ سلاطین تو سلاطین اپنا برابر زنی بلکہ اپنے سے بھی کم رتبہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صفت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا۔ یہ اُتنا ادراک ہی نہیں رکھتا۔ مگر عقل سے حصہ ہے تو اس پر معترض بھی نہ ہوگا۔ جان لے گا کہ یہ اِس کام کا استاد و حکیم ہے، میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/۲۳

[2] دیوانِ حافظ　ردیف شین معجمہ　سب رنگ کتاب گھر دہلی　ص ۲۵۸

www.alahazratnetwork.org

غرض اپنی فہم کو قاصر جانے گا نہ کہ اس کی حکمت کو۔ پھر ربّ الارباب، حکیم حقیقی، عالم السرّ والخفی عزّ جلالہٗ کے اسرار میں خوض کرنا اور جو سمجھ میں نہ آئے اس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں جنون ہے۔ اگر جنون نہیں بے دینی ہے، والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

اے عزیز! کسی بات کو حق جاننے کے لئے اس کی حقیقت جاننی لازم نہیں ہوتی۔ دنیا جانتی ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے، اور مقناطیسی قوت دیا ہوا لوہا ستارۂ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت وکُنہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اِس خاکی لوہے اور اُس افلاکی ستارے میں کہ یہاں سے کروڑوں میل دُور ہے باہم کیا اُلفت؟ اور کیونکر اُسے اس کی جہت کا شعور ہے؟ ـــــ اور ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فلاسفہ خاک چھان کر مرگئے اور اُن کی کُنہ نہ پائی ـــــ پھر اس سے اُن باتوں کا انکار نہیں ہوسکتا۔ آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا شے ہے جسے یہ "میں" کہتا ہے، اور کیا چیز جب نکل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حِس وحرکت رہ جاتا ہے۔

اللہ جلّ جلالہٗ فرقانِ حکیم میں فرماتا ہے:

وما تشاءُون الّا ان یشاءَ اللہ رب العٰلمین[1] — تم کیا چاہو، مگر یہ کہ چاہے اللہ رب سارے جہان کا۔

اور فرماتا ہے:

ھل من خالق غیر اللہ[2] — کیا کوئی اور بھی کسی چیز کا خالق ہے سوا اللہ کے۔

اور فرماتا ہے:

لہُ الخِیَرَۃُ[3] — اختیارِ خاص اسی کو ہے۔

اور فرماتا ہے:

الا لہ الخلق والامر تبٰرک اللہ رب العٰلمین[4] — سُنتے ہو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے لئے ہے، بڑی برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔

یہ آیاتِ کریمہ صاف ارشاد فرمارہی ہیں کہ پیدا کرنا، عدم سے وجود میں لانا خاص اُسی کا کام ہے، دوسرے کو اس میں اصلاً (بالکل) شرکت نہیں، نیز اصل اختیار اُسی کا ہے، نیز بے اس کی مشیّت کے

---

[1] القرآن الکریم ۸۱/۲۹ [2] القرآن الکریم ۳۵/۳
[3] " ۲۸/۶۸ و ۳۳/۳۶ [4] " ۷/۵۴

www.alahazratnetwork.org

کسی کی مشیت نہیں ہوسکتی۔

اور وہی مالک و مولیٰ جلّ وعلا اسی قرآن کریم میں فرماتا ہے:

ذٰلك جزینٰهم ببغیهم وانا لصٰدقون[1]

یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ انھیں دیا، اور بیشک بالیقین ہم سچے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وما ظلمنٰهم ولٰكن كانوا انفسهم یظلمون[2]

ہم نے اُن پر کچھ ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اور فرماتا ہے:

اعملوا ما شئتم انه بما تعملون بصیر[3]

جو تمھارا جی چاہے کئے جاؤ اللہ تمھارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وقل الحق من ربكم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیكفر انا اعتدنا للظٰلمین نارًا احاط بهم سُرادقها[4]

اے نبی! تم فرمادو کہ حق تمھارے رب کے پاس سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے، بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کے سرا پردے انھیں گھیریں گے، ہر طرف آگ ہی آگ ہوگی۔

اور فرماتا ہے:

قال قرینه ربنا ما اطغیته ولٰكن كان فی ضلال بعید ط قال لا تختصموا لدیّ وقد قدمت الیكم بالوعید ط ما یبدل القول لدیّ وما انا

کافر کا ساتھی شیطان بولا اے رب ہمارے! میں نے انھیں سرکش نہ کردیا تھا یہ آپ ہی دُور کی گمراہی میں تھا۔ رب عزوجل نے فرمایا میرے حضور فضول جھگڑا نہ کرو، میں تو تمھیں پہلے ہی سزا کا ڈر سُنا چکا تھا، میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی، اور نہ میں

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۶ [2] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۸

[3] " ۴۱/ ۴۰ [4] " ۱۸/ ۲۹

www.alahazratnetwork.org

بظلام للعبید[1] بندوں پر ظلم کروں۔

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے وہ ایک حرام کا اختیار وارادہ ضرور رکھتا ہے۔ اب دونوں قسم کی سب آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان ہیں ـــــ بے شک بے شبہہ بندہ کے افعال کا خالق بھی خدا ہی ہے، بے شک بندہ بے ارادۂ الٰہیہ کچھ نہیں کرسکتا، اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، بے شک وہ اپنی ہی بداعمالیوں کے سبب مستحق سزا ہے۔

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہوسکتیں مگر یونہی کہ عقیدۂ اہل سنت وجماعت پر ایمان لایا جائے۔ وہ کیا ہے؟ وہ جو اہل سنت کے سردار ومولیٰ، امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے انھیں تعلیم فرمایا۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحیی بن سلیم: امام جعفر صادق سے، وہ حضرت امام باقر، وہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، وہ امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

انہ خطب الناس یوماً (فذکر خطبتہ ثم قال) فقام الیہ رجل ممن کان شھد معہ الجمل، فقال یا امیر المؤمنین اخبرنا عن القدر، فقال بحرٌ عمیق فلا تلجہ، قال یا امیر المؤمنین اخبرنا عن القدر، قال سرُّ اللہ فلا تتکلفہ، قال یا امیر المومنین اخبرنا عن القدر، قال اما اذا ابیت فانہ امر بین امرین لاجبرٌ ولا تفویض، قال یا امیر المومنین ان فلانا یقول بالاستطاعۃ، وھو حاضرک فقال علیّ بہ فاقامُوہ، فلما رآہ، سل سیفہ قدر اربع اصابع، فقال الاستطاعۃ تملکھا

یعنی ایک دن امیر المومنین خطبہ فرما رہے تھے، ایک شخص نے کہ واقعۂ جمل میں امیر المومنین کے ساتھ تھے کھڑے ہوکر عرض کی، یا امیر المومنین! ہمیں مسئلۂ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، گہرا دریا ہے اس میں قدم نہ رکھ۔ عرض کی، یا امیر المومنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا راز ہے زبردستی اس کا بوجھ نہ اٹھا۔ عرض کی، یا امیر المومنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دو امروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اُسے سپرد ہے۔ عرض کی، یا امیر المومنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے۔ مولیٰ علی نے فرمایا، میرے سامنے لاؤ۔ لوگوں نے اسے کھڑا کیا۔ جب امیر المومنین نے اُسے دیکھا تیغ مبارک چار اُنگل کے قدر نیام سے

---

[1] القرآن الکریم ۵۰/ ۲۷ تا ۲۹

www.alahazratnetwork.org

مع اللہ اومن دون اللہ ؟ وایاك ان تقول احدھما فترتد فاضرب عنقك ، قال فما اقول یا امیر المؤمنین قال قل املکھا باللہ الذی ان شاء ملکنیھا۔[1]

نکال لی اور فرمایا: کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ مالک ہے یا خدا سے جُدا مالک ہے؟ اور سنتا ہے خبردار ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائیگا اور میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس نے کہا: یا امیر المؤمنین! پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا: یُوں کہہ کر اس خدا کے دیے سے اختیار رکھتا ہُوں کہ اگر وُہ چاہے تو مجھے اختیار دے، بے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

بس یہی عقیدۂ اہل سنت ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ خود مختار، بلکہ اِن دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے جس کی کُنہ رازِ خدا اور ایک نہایت عمیق دریا ہے ـــــ اللہ عزّوجل کی بے شمار رضائیں امیر المؤمنین علی پر نازل ہوں کہ اِن دونوں الجھنوں کو دو فقروں میں صاف فرما دیا۔ ایک صاحب نے اسی بارے میں سوال کیا کہ کیا معاصی بھی بے ارادۂ الٰہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کرلے گا اَفَیُعْصٰی قَھْرًا یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو اس کا ارادہ زبردست پڑا معاذاللہ خدا بھی دُنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہُوا کہ وُہ ڈاکوؤں، چوروں کا بہتیرا بندوبست کریں پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی گزرتے ہیں۔ حاشا وہ ملکِ الملوک بادشاہِ حقیقی قادرِ مطلق ہرگز ایسا نہیں کہ اُس کے مُلک میں بے اس کے حکم کے ایک ذرّہ جنبش کرسکے۔ وہ صاحب کہتے ہیں فکانما اَلْقَمَنِی حَجَرًا[2] مولیٰ علی نے یہ جواب دے کر گویا میرے منہ میں پتھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے بن ہی نہ پڑا۔ عمرو بن عُبَید معتزلی کہ بندے کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا الزام نہ دیا جیسا ایک مجوسی نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا، میں نے کہا تُو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟۔ کہا خدا نہیں چاہتا۔ میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتے۔ کہا تو میں شریکِ غالب کے ساتھ ہوں ـــــ اسی ناپاک شناعت کے رَد کی طرف مولیٰ علی نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کرلے گا؟ ـــــ باقی رہا اس مجوسی کا عذر، وہ بعینہٖ ایسا ہے کہ کوئی بھوکا ہے بھوک سے دَم نکلا جاتا ہے کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا کہ خدا کا ارادہ نہیں، اس کا ارادہ ہوتا

---

[1] حلیۃ الاولیاء
[2] قول مولیٰ علی

www.alahazratnetwork.org

تو میں ضرور کھالیتا۔ اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہونا تُو نے کاہے سے جانا؟ — اسی سے کہ تُو نہیں کھاتا، تُو کھانے کا قصد تو کر، دیکھ تو ارادۂ الٰہیہ سے کھانا ہو جائے گا۔ ایسی اوندھی مت اُسی کو آنی ہے جس پر موت سوار ہے — غرض مولیٰ علی نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے بے ارادۂ الٰہیہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ جزا و سزا کیوں ہے! — اس کا یُوں فیصلہ ارشاد ہوا، ابن ابی حاتم و اصبہانی و لالکائی و خلعی حضرت امام جعفر صادق وہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال قیل لعلی بن ابی طالب ان ھھنا رجلا یتکلم فی المشیئۃ فقال لہ علی یاعبد اللہ خلقك اللہ لما یشاء او لما شئت؟ قال بل لما یشاء قال فیمرضك اذا شاء اُو اذا شئت؟ قال بل اذا شاء، قال فیمیتك اذا شاء او اذا شئت؟ قال اذا شاء، قال فیدخلك حیث شاء او حیث شئت؟ قال بل حیث یشاء، قال واللہ لو قلت غیر ذلك لضربت الذی فیہ عیناك بالسیف۔ ثم تلا علیؓ "وما تشاءون الا ان یشاء اللہ ھو اھل التقوٰی و اھل المغفرۃ۔"[1]

مولیٰ علی سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص مشیت میں گفتگو کرتا ہے۔ مولیٰ علی نے اس سے فرمایا، اے خدا کے بندے! خدا نے تجھے اس لئے پیدا کیا جس لئے اُس نے چاہا یا اس لئے جس لئے تُو نے چاہا؟ کہا: جس لئے اس نے چاہا۔ فرمایا: تجھے جب وہ چاہے بیمار کرتا ہے یا جب تُو چاہے؟ کہا: بلکہ جب وہ چاہے۔ فرمایا: تجھے اس وقت وفات دے گا جب وہ چاہے یا جب تُو چاہے؟ کہا جب وہ چاہے۔ فرمایا: تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے یا جہاں تُو چاہے؟ کہا: جہاں وہ چاہے۔ فرمایا: خدا کی قسم تُو اس کے سوا کچھ اور کہتا تو یہ جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر) تلوار سے مار دیتا۔ پھر مولیٰ علی نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: "اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے وہ تقوٰی کا مستحق اور گناہ عفو فرمانے والا ہے۔"

خلاصہ یہ کہ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے، بناتے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا بھیجتے وقت بھی

---

[1] الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم واللالکائی فی السنۃ والخلفی فی فوائدہ عن علی تحت الآیۃ ۲۲/۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۱۸ و ۱۹

www.alahazratnetwork.org

نہ لے گا، تمام عالم اس کی ملک ہے، اور مالک سے دربارۂ ملک سوال نہیں ہوسکتا۔

ابن عساکر نے حارث ہمدانی سے روایت کی ایک شخص نے آکر امیر المومنین مولٰی علی سے عرض کی: یا امیر المؤمنین! مجھے مسئلۂ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، تاریک راستہ ہے اس میں نہ چل۔ عرض کی: یا امیر المومنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، گہرا سمندر ہے اس میں قدم نہ رکھ۔ عرض کی: یا امیر المومنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا: اللہ کا راز ہے تجھ پر پوشیدہ ہے اسے نہ کھول۔ عرض کی: یا امیر المومنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا: ان اللہ خالقك کما شاء او کما شئت اللہ نے تجھے جیسا اس نے چاہا بنایا یا جیسا تُو نے چاہا؟۔ عرض کی: جیسا اُس نے چاہا۔ فرمایا: فیستعملك کما شاء او کما شئت تو تجھ سے کام ویسا لے گا جیسا وُہ چاہے یا جیسا تُو چاہے؟ عرض کی: جیسا وُہ چاہے۔ فرمایا: فیبعثك یوم القیٰمة کما شاء او کما شئت تجھے قیامت کے دن جس طرح وہ چاہے اُٹھائے گا یا جس طرح تُو چاہے؟۔ کہا: جس طرح وہ چاہے۔ فرمایا: ایھا السائل تقول لاحول ولاقوة الا بمن اے سائل! تُو کہتا ہے کہ نہ طاقت ہے نہ قوت ہے مگر کس کی ذات سے؟۔ کہا: اللہ علیِّ عظیم کی ذات سے۔ فرمایا: تُو اس کی تفسیر جانتا ہے؟۔ عرض کی: امیر المومنین کو جو علم اللہ نے دیا ہے اس سے مجھے تعلیم فرمائیں۔ فرمایا: ان تفسیرھا لا یقدر علٰی طاعة اللہ ولا یکون قوة فی معصیة اللہ فی الامرین جمیعا الا باللہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ نہ طاعت کی طاقت، نہ معصیت کی قوت، دونوں اللہ ہی کے دیے سے ہیں۔ پھر فرمایا: ایھا السائل الك مع اللہ مشیّة او دون اللہ مشیّة، فان قلت ان لك دون اللہ مشیّة، فقد اکتفیت بھا عن مشیّة اللہ وان زعمت ان لك فوق اللہ مشیّة فقد ادّعیت مع اللہ شرکًا فی مشیّته اے سائل! تجھے خدا کے ساتھ اپنے کام کا اختیار ہے یا بے خدا کے؟ اگر تُو کہے کہ بے خدا کے تجھے اختیار حاصل ہے تو تُو نے ارادۂ الٰہیہ کی کچھ حاجت نہ رکھی، جو چاہے خود اپنے ارادے سے کرلے گا، خدا چاہے یا نہ چاہے، اور یہ سمجھے کہ خدا سے اوپر تجھے اختیار حاصل ہے تو تُو نے اللہ کے ارادے میں اپنے شریک ہونے کا دعوٰی کیا۔ پھر فرمایا: ایھا السائل اللہ یشج ویداوی فمنه الداء ومنه الدواء اعقلت عن اللہ امرہ اے سائل! بیشک اللہ زخم پہنچاتا ہے اور اللہ ہی دوا دیتا ہے تو اُسی سے مرض ہے اور اسی سے دوا، کیوں تُو نے اب تو اللہ کا حکم سمجھ لیا؟۔ اس نے عرض کی: ہاں!۔ حاضرین سے فرمایا: الآن اسلم اخوکم فقوموا فصافحوہ اب تمہارا یہ بھائی مسلمان ہوا، کھڑے ہو اس سے مصافحہ کرو۔ پھر فرمایا: لوان عندی رجلا من القدریّة لاخذت برقبته ثم لا ازال اجرھا حتی اقطعھا فانھم یھود ھٰذہ الامة ونصاراھا ومجوسھا اگر میرے پاس کوئی شخص ہو جو انسان کو اپنے افعال کا خالق

www.alahazratnetwork.org

جانتا اور تقدیرِ الٰہی سے وقوعِ طاعت و معصیت کا انکار کرتا ہو تو میں اس کی گردن پکڑ کر دبوچتا رہوں گا یہاں تک کہ الگ کاٹ دوں، اس لئے کہ وہ اس اُمت کے یہودی و نصرانی و مجوسی ہیں۔

یہودی اس لئے فرمایا کہ ان پر خدا کا غضب ہے اور یہود مغضوب علیہم ہیں، اور نصرانی و مجوسی اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ تین خدا مانتے ہیں۔ مجوسی یزدان و اہرمن دو خالق مانتے ہیں۔ یہ بے شمار خالقوں پر ایمان لارہے ہیں کہ ہر جن و انس کو اپنے اپنے افعال کا خالق گار ہے ہیں، والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

یہ اس مسئلہ میں اجمالی کلام ہے، مگر ان شاء اللہ تعالیٰ کافی و وافی و شافی جس سے ہدایت والے ہدایت پائیں گے، اور ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ وللہ الحمد واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

رسالہ

ثلج الصدر لایمان القدر

ختم ہوا